ان قرآن الفجر کان مشہودا-(القرآن)

قال رسول الله صلی الله علیہ وسلم رکعتا الفجر خیر من الدنیا و ما فیہا-(الحدیث)

تنویر الصدر

فی

قضاء سنة الفجر

المعروف

فجر کی سنتوں کی قضاء کیوں؟

از

سید محمد منور شاہ

بن مظلوم شہید

الحاج سید بخت روئیدار سواتی شموزوی نقشبندی

0300.3783880

0315.3166811

نام کتاب:.....................تنویر الصدر فی قضاء سنۃ الفجر
المعروف فجر کی سنتوں کی قضاء کیوں؟

تصنیف:.........................سید محمد منور شاہ نقشبندی

کمپوزنگ..............................غلام یاسین

ترتیب وتزئین.........................مصنفِ کتاب

سال تصنیف........................ذی القعدہ ۱۴۲۸ھ۔نومبر، ۲۰۰۷ء

انتساب

بندہ ناچیز کی ،طلباء،طالبات وعلماء کرام کی خدمت میں یہ پیارومحبت بھری خدمتِ دین, جو آج،کائنات کے رنگ وبواور خصوصاً دنیائے علم ومعرفت میں[تنویر الصدر فی قضاء سنة الفجر] کے نام سے پہچانی جاتی ہے،سرورکائنات،خاتم النبیین ،سیدالانبیاءوالمرسلین ،اکرم الاوّلین والآخرین،حامل لواء الحمد یوم الدّین،اوّل الشافعین والمشفعین ،صاحب المقام المحمود بین المحشورین،رحمۃً للعالمین،حبیبِ ربّ العالمین **محمّد رسول اللّٰہ** ﷺ کی ذات بابرکات،اورآپ ﷺ کے وسیلے سے تمام علماء کرام ومشائخ عظام، اساتذہ کرام رحمھم اللہ تعالیٰ،[۱]خصوصاً ولئی کامل،شیخ العلماء،سیدنا ومرشدنا پیر طریقت رھبر شریعت علامہ مفتی سید**احمد علی شاہ** نقشبندی سیفی[۲]استاذ محترم،شہید میلاد،حضرت علامہ شیخ القرآن والحدیث **مختار احمد** قادری[۳]جامع المعقول والمنقول،استاذی المشفق،شیخ الحدیث **افتخار احمد** قادری[۴]استاذی المکرّم علامہ غلام **قمرالدین** سیالوی[۵]استاذی المکرّم بابائے فارسی علامہ **حلیم احمد** اشرفی[۶]قلندرزمانہ استاذی المشفق علامہ صوفی **محمد حسین** قصوری ۔جن کی علمی وروحانی تربیت سے ایک عالَم منور ہے،اورجن کے تربیت یافتہ تلامذہ و مریدین،اس پرفتن دور میں بے شمار مسلمانوں کی علمی وروحانی تربیت میں کوشاں ہیں۔

گر قبول افتدزہے عزوشرف۔رحمہم اللہ تعالیٰ ورضی عنہم وعنا بہم

العبدالعاصی بانواع المعاصی

سیدمحمدمنورشاہ بن سیدبخت روئیدارالشہیدالمظلوم النقشبندی السواتی

خادم الافتاءوالاحادیث النبویہ علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام

الاهداء

پاکستان کی جنت نظیروادی، ضلع سوات علاقہ شموزئ کے دیہاتوں میں سادگی اور للّٰہیت سے سرشار عبادتِ خداوندی اور تلاوتِ کلامِ الٰہی میں اپنی فانی زندگی کے شب وروز گزارنے والی اس ''**عظیم شخصیت** ''''**مظلوم شھید** ''قدس اللہ سرہ کے نام، جنھوں نے تاریخ سوات پاکستان کے تاریک دور 2009ء کی قیامت صغریٰ میں حالت تنہائی وکسمپرسی میں جام شہادت نوش فرما کر اپنے مطلوب ومقصود تک پہنچ گئے، اس عظیم ہستی سے میری مراد، **میرے والد محترم** ،حضرت سیدناوابونا، الحاج، المولوی، [**سید بخت روئیدا ر**]نقشبندی ہیں، جنھیں میں اپنی مادری زبان میں ادب واحترام اور پیار ومحبت وعقیدت سے، [**دادا**] کہہ کر پکارا کرتا تھا۔ وراپنی اس عظیم ''**ماں**، [**ببو**] رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہارحمۃً واسعۃً ، ورضی اللہ تعالیٰ عنہما(دونوں اپنے پیچھے، شاگردوں کی ایک کثیر تعداد، صدقہ جاریہ کے طور پر چھوڑ کر دنیا سے کنارہ فرما گئے) کے نام ، کہ جن کی تربیت شاقہ اور دعاؤں کی بدولت اور برکت ہی سے، آج ناچیز اس پرفتن دور میں کسی کو'' اب ت '' پڑھانے اور چند سطور لکھنے کے قابل بنا، اور ان ہی کی خلوتوں کی اشک ریزیوں نے میرے ڈگمگاتے قلم کو مشکل وقت میں سہارا دیا۔

[چہ خوش رسمے بنا کردند بخاک وخون غلطیدن]

[خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را]

ان کی مرقد پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں کی گلفشانی فرمائے۔[**رب ارحمهما كماربياني صغيرا**]

سید محمد منور شاہ نقشبندی سواتی

[''تنویر الصدر فی قضاء الفجر'' لکھنے والا کون ہے؟]

[نام]: سید محمد منور شاہ بن مظلوم شہید، سید بخت روئیدار بن سید عبد الما لک بن سید طوطی بن سید حبیب گل سواتی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

[پیدائش]: 09 جولائی 1971ء، ضلع سوات، تحصیل بریکوٹ، علاقہ شموزیٔ تیرنگ۔

[دنیاوی تعلیم وتربیت]: نویں جماعت تک اوکھائی میمن اسکول کھارادر، اور میٹرک، 1989ء، پشاور بورڈ کے پی کے۔

[ابتدائی علوم دینیہ کا حصول]: 1988 اور 1989ء میں ابتدائی کتب، جامع مسجد کوثر، ذرہ حیلہ شموزئی میں مولانا طوطی دادا رحمہ اللہ، فاضل فتح پور انڈیا سے۔

[دارالعلوم امجدیہ کراچی]: میں 1990ء میں داخلہ، مسلسل تین سال، اولیٰ تا ثالثہ، ہر سال جماعت میں پہلی پوزیشن، اور پورے مدرسے میں دوسری، تیسری پوزیشن۔

[دارالعلوم اسلامیہ سید عالیہ پیر بابا بونیر کے پی کے]: 1993ء تا 1994ء، حضرت سید علی ترمذی المعروف بہ پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار سے متصل، دارالعلوم اسلامیہ سید عالیہ۔

[جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور]: 1995ء کو جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں درجہ رابعہ میں داخلہ، ششماہی امتحان میں پہلی پوزیشن۔

[عقد نکاح وشادی]: اِسی سال 1995ء میں شادی، کی عمر قید بامشقت کی وجہ سے جامعہ نظامیہ لاہور کو چھوڑنا پڑا، اور دوبارہ پیر بابا رحمہ اللہ کے مدرسے میں داخلہ لیا اور تقریباً ڈیڑھ سال وہاں علوم دینیہ کی تحصیل سے علمی تشنگی کو سیراب کرتا رہا۔

[دارالعلوم اسلامیہ سیدوشریف منگورہ سوات، کے پی کے میں داخلہ]: 1997ء، میں گورنمنٹ دارالعلوم اسلامیہ سیدوشریف میں داخلہ لیا، درجہ موقوف علیہ کی کتب پڑھی۔

[دارالعلوم معارف القرآن، لنڈیکس منگورہ سوات]: دارالعلوم سیدوشریف میں پڑھنے

کے دوران، دارالعلوم معارف القرآن میں حضرت مولانا مولوی رحیم اللہ صاحب اور مولانا فضل الرحمٰن صاحب سے مشکوٰۃ شریف بھی پڑھی۔

[درس نظامی کی تکمیل: دارالعلوم امجدیہ کراچی میں دورہ حدیث شریف اور شیخ الاسلام مفتی اختر رضا خان رحمہ اللہ کا بخاری شریف کا ابتدائی درس]:

1998ء کو، ام المدارس دارالعلوم امجدیہ میں دورہ حدیث میں داخلہ لیا، سلسلہ علم کی ابتداء وانتہاء دارالعلوم امجدیہ سے کی۔

[افتتاح بخاری شریف]: دارالعلوم امجدیہ، یکم مارچ 1998ء مطابق یکم ذی القعدۃ ۱۴۱۸ھ کو شیخ الاسلام والمسلمین، منبع البرکات مفتی اختر رضا خان قادری ازہری رحمہ اللہ نے افتتاح فرمایا، بخاری شریف کے باب اول اور پہلی حدیث کی عبارت ناچیز نے پڑھی۔

[دورہ حدیث میں پہلی پوزیشن]: ناچیز نے دورہ حدیث کے سالانہ امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کر کے دارالعلوم امجدیہ میں اپنی جماعت میں ماضی کی سالانہ پوزیشن والی حیثیت کو برقرار رکھا۔

[اعزازی ڈگری، سند امتیاز]:

پہلی پوزیشن کے حصول پر دارالعلوم کے دفتر اہتمام سے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد ظفر علی نعمانی رحمہ اللہ مہتمم امجدیہ، اور امجدیہ کے دورہ حدیث کے طلباء کا امتحان لینے کے لئے 31.07.1998ء میں انڈیا سے تشریف فرما، حضرت صدر الشریعہ کے صاحبزادے حضرت علامہ شیخ القرآن والحدیث ثناء المصطفیٰ اعظمی رحمہ اللہ اور تمام مدرسین کے امضاء و دستخط پر مشتمل ایک اعزازی سند سے ناچیز کو نوازا گیا۔ جس کا مضمون درج ذیل ہے۔

الحمدللہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

امابعد: ششماہی امتحان منعقدہ جولائی ۱۹۹۸ء بمطابق ربیع الاول ۱۴۱۹ھ،

دارالعلوم امجدیہ کراچی، جس میں دورہ حدیث شریف کے طلباء کا امتحان، مدرسین جامعہ امجدیہ کے علاوہ انڈیا کے مشہور وممتاز عالم دین صاحبزادۂ صدر الشریعۃ، بدر الطریقہ، حضرت علامہ شیخ الحدیث ثناء المصطفیٰ اعظمی دامت برکاتہم العالیہ، نے صحیح البخاری شریف، صحیح مسلم شریف اور جامع الترمذی شریف کا امتحان لیا، جبکہ طحاوی شریف (شرح معانی الآثار) اور سنن نسائی شریف کا امتحان حضرت علامہ مولانا افتخار احمد قادری، شیخ الحدیث جامعہ امجدیہ نے اور سنن ابی داؤد شریف کا امتحان حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز حنفی رئیس دار الافتاء، دارالعلوم ھذا نے لیا۔ منعقدہ امتحان میں دورۂ حدیث کے طلباء میں، ابوالصابر سید محمد منور شاہ بن سید بخت روئیدار، جن کا تعلق صوبہ سرحد ضلع سوات سے ہے، نے کل چھ سو (۶۰۰) نمبروں میں سے تین سو نوے (۳۹۰) نمبر حاصل کر کے پہلی پوزیشن حاصل کی۔

(درج ذیل علماء ومشائخ نے اپنے دستخط فرما کر ذرہ نوازی فرمائی۔)

افتخار احمد قادری　　مختار احمد قادری　　ثناء المصطفیٰ اعظمی، انڈیا، وارد حال کراچی

محمد ظفر علی نعمانی　　عطاء المصطفیٰ اعظمی　　عبدالعزیز حنفی　　محمد اسماعیل ضیائی

سید شاہ تراب الحق قادری، ۳۱ رجولائی ۱۹۹۸ء۔

[دستار بندی]: اور آئندہ سال صفر المظفر 1999ء میں عرس اعلحضرت رحمہ اللہ کے ابرکت موقع پر دستار بندی، جبہ پوشی اور سند فراغت سے نوازا گیا۔ (الحمدللہ حمداً کثیرا)

[**التخصّص فی الفقہ (افتاء کورس) مدرسہ عربیہ منگورہ سوات**]:

دارالعلوم امجدیہ کراچی میں ابتداء (درجہ اولیٰ) ہی سے مفتی اعظم، فقیہ العصر مفتی محمد وقار الدین رضوی رحمہ اللہ کی تربیت وصحبت (دار الافتاء امجدیہ) میں بیٹھ کر تقریباً تین

سال تک فتویٰ نویسی کی سعادت حاصل کی۔ باقاعدہ ایک سالہ تخصّص فی الفقہ (مفتی کورس)2003ء میں مدرسہ عربیہ راجہ آباد مینگورہ سوات۔

[**دارالعلوم خیرالمدارس منگورہ سوات**]: تخصص فی الفقہ کے سال2003ء میں جامع المعقول مولانا عبدالرحمٰن ہروی ،المعروف ہرات مولوی صاحب سے مدرسہ خیرالمدارس مینگورہ سوات میں درج ذیل کتب پڑھی،شرح چغمینی ،اقلیدس،تصریح اور خلاصۃ الحساب۔

[**التخصص فی التفسیر**] (دورہ ہائے تفسیر القرآن المجید):

﴿1﴾ رمضان المبارک 1992ء میں افغانستان وصوبہ کے پی کے،کے استاذ العلماء مولانا کفایت اللہ صاحب،گورنمنٹ دارالعلوم اسلامیہ سیدو شریف سوات۔

﴿2﴾ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ/مارچ 1993ء میں،استاذ العلماء مولانا عالم زیب قادری،دارالعلوم اسلامیہ سید عالیہ درگاہ پیر بابا رحمہ اللہ بونیر کے پی کے۔

﴿3﴾ مارچ 1994ء میں استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محقق العصر سید محمد یوسف شاہ بندیالوی صاحب،شیخ الحدیث جامعہ شمس العلوم رضویہ کراچی۔

﴿4﴾ جنوری1995ء،علامہ ابوالفضل محمد فضل سبحان قادری،دارالعلوم قادریہ بغدادہ،مردان

﴿5﴾ 1996ء میں،فضیلۃ الشیخ گوہر رحمٰن،دارالعلوم تفہیم القرآن مردان۔

﴿6﴾ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ/جنوری 1997ء میں،شیخ محمد منیر صاحب،شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ سنگوٹہ سوات۔

﴿7﴾ شعبان ۱۴۱۸ھ/دسمبر 1997ء میں،شیخ القرآن والحدیث محمد گل جعفری صاحب نقشبندی،صدر: گورنمنٹ دارالعلوم اسلامیہ سیدو شریف سوات۔

﴿8﴾ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ/جنوری 1998ء میں جامع مسجد بلال،آدم ٹاؤن نارتھ کراچی میں،مصنف علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی صاحب۔

﴿9﴾ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ رجولائی 2003ء میں، شیخ الاسلام علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نقشبندی، لاہور نے بھی ناچیز کو اپنی طریقت وشریعت کی تمام اسناد عطا فرمائی۔

﴿10﴾ فضیلۃ الشیخ شیخ ابوزکریا عبدالسلام رستمی پشاور، رئیس: جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ علی منہاج السلف الصالحین۔

﴿11﴾ مفسر قرآن حضرت علامہ مولانا عبدالقیوم قاسمی صاحب کراچی۔

﴿12﴾ یکم جولائی 2013ء کو مدیر الجامعۃ العلیمیۃ الاسلامیۃ حضرت استاذ العلماء، ابوفہیم محمد انوار اللہ صاحب کی طرف سے بھی سند تفسیر عطا ہوئی۔

﴿13﴾ شعبان ورمضان المبارک ۱۴۴۳ھ اور شعبان ورمضان المبارک ۱۴۴۴ھ، میں حضرت مولانا منظور احمد نعمانی، ظاہر پیر رحیم یارخان، سے مکمل دورہ تفسیر پڑھا۔

﴿14﴾ رمضان المبارک ۱۴۴۴ھ، مولانا عنایت اللہ، دارالعلوم مخزن العلوم بنارس کراچی

﴿15﴾ شعبان ورمضان المبارک ۱۴۴۵ھ، میں حضرت مولانا انور شاہ، مولانا عنایت اللہ خان سے جامعہ احسن العلوم کراچی میں نصف آخر پندرہ پاروں کی تفسیر پڑھی۔

[**التخصص فی المیراث**] (دورہ ہائے علم الفرائض، علم میراث):

﴿1﴾ 1997ء میں شیخ محمد منیر صاحب رحمہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ سنگوٹہ سوات کے پی کے، سے سراجی اور اس کی شرح شریفیہ پڑھی۔

﴿2﴾ 2003ء، میں مولانا مفتی اکرام صاحب سواتی زید مجدہ سے، مدرسہ عربیہ راجہ آباد منگورہ میں دوران تخصص فی الفقہ، الجامعۃ الاسلامیۃ العالمیۃ المتحرکۃ پاکستان کے بانی بشیر احمد بگوی صاحب کے طرز پر میراث پڑھی۔

﴿3﴾ فروری 2005ء اور دسمبر 2008ء، میں حضرت علامہ مولانا سعید الرحمٰن صاحب المعروف خطیب صاحب اوگئی مانسہرہ ہزارہ کے پی کے، سے جامعہ طاہریہ اورنگی نمبر ۴،

کراچی میں دوبار، دورہ میراث پڑھا۔

﴿4﴾ حضرت مولانا محمد اشفاق صاحب شاہ پوری، پٹھان کالونی کراچی۔

﴿5﴾ شعبان، ۱۴۴۳ھ، مولانا سرتاج امین صاحب، فرنٹیر موڑ مکہ بستی کراچی۔

﴿6﴾ شعبان ورمضان المبارک ۱۴۴۵ھ، مولانا لعل مرجان سے، احسن العلوم کراچی میں۔

[برصغیر پاک و ہند کے متعدد شیوخ سے اجازتِ حدیث]:

﴿1﴾ 1998ء، بقیۃ السلف حضرت علامہ ثناء المصطفیٰ اعظمی، انڈیا۔

﴿2﴾ 1999ء، استاذ العلماء، شیخ الحدیث، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، انڈیا

﴿3﴾ اکتوبر 2000ء میں مفتی عبدالسبحان قادری، دارالعلوم قادریہ سبحانیہ کراچی۔

﴿4﴾ 22 نومبر 2001ء، حضرت علامہ محمد حسن حقانی، جامعہ انوار القرآن کراچی۔

﴿5﴾ رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ/دسمبر 2001ء میں استاذ العلماء شیخ التفسیر وشیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی، دارالعلوم نعیمیہ کراچی۔

﴿6﴾ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ/جولائی 2003ء میں، شیخ الاسلام علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری نے برصغیر پاک و ہند وعرب ممالک کے شیوخ کی اسناد حدیث مبارک عطا فرمائی۔

﴿7﴾ نمونہ اسلاف قلندر وقت مشفق الطلباء حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل ضیائی رضوی، شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی۔

﴿8﴾ ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ/اپریل 2008ء میں شیخ محمد عبدالحلیم النعمانی، استاذ، قسم التخصص فی علوم الحدیث النبوی الشریف، جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی۔

﴿9﴾ جولائی 2013ء الشیخ الاستاذ ابو محمد فہیم انوار اللہ خان علیمی، شیخ الجامعۃ العلیمیۃ الاسلامیۃ کراچی۔

﴿10﴾ 26 اکتوبر 2020ء میں علامہ ابوالفضل محمد فضل سبحان قادری، مردان کے پی کے، نے اپنی طریقت وشریعت کی اسناد، جامع مسجد میمن میں عطا فرمائی۔

﴿11﴾ ۱۵،شعبان المعظم، ۱۴۴۳ھ،کو،شیخ مفتی محمد تقی عثمانی دارالعلوم کراچی نے، دارالعلوم کراچی میں، اپنی تمام مرویات کی اجازت عطافرمائی، بقولہ: میں آپ کو اپنی تمام مرویات کی اجازت دیتا ہوں۔

﴿12﴾ ۲۶،شعبان المعظم،۱۴۴۳ھ،شیخ محمد انور بدخشانی، جامعۃ العلوم بنوری ٹاؤن۔

دامت برکاتہم العالیہ ورحمہم اللہ تعالیٰ۔

[بیعت وخلافت]: ﴿1﴾ اگست 1990ء میں حضرت علامہ مفتی مناظر اہلسنت پیر طریقت رہبر شریعت سید السادات حضرت پیر سید احمد علی شاہ صاحب نقشبندی سیفی دامت برکاتہم کے دست مبارک پر بیعت کی۔

﴿2﴾ 1992ء میں، دارالعلوم امجدیہ میں طالبعلمی کے دور میں شام کے ایک بزرگ تشریف لائے تھے۔ **الشیخ الدکتور ابراھیم محمد حسن، مفتی محافظہ الحسکہ حی المطار حلب**، رحمہ اللہ تعالیٰ، انہوں نے بھی ناچیز کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں تحریری خلافت نامہ عطافرمایا، جس کا مضمون درج ذیل ہے۔

الحمدللہ و کفی والسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی وبعدفانی قد اجزت الاخ فی اللہ الشیخ السید منورشاہ نقشبندی فی الطریقۃ النقشبندیۃ کما اجازنی والدی وشیخی ،واسأل اللہ تعالیٰ لہ التوفیق واوصیہ بتقوی اللہ تعالیٰ .دستخط .

﴿3﴾ سلاسل اربعہ خصوصاً سلسلہ قادریہ رضویہ میں مارچ 2003ء میں ،مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد ظفر علی نعمانی۔

﴿4﴾ جولائی 2003ء میں شیخ الاسلام علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے برصغیر پاک وہندوعرب مشائخ کے تمام سلاسل کی خلافت عطافرمائی۔

﴿5﴾ 15 جنوری 2019ء، علامہ مفتی محمد اسماعیل ضیائی، رئیس دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ کراچی نے بھی ناچیز کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے اسباق کی اجازت عطا فرمائی۔

﴿6﴾ پیر طریقت شیخ وقت حضرت سید میاں گل جان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ۔

﴿7﴾ پیر طریقت مرجع الخلائق جناب پائندہ محمد قادری صاحب مدظلہ۔

﴿8﴾ 26 اکتوبر 2020ء میں پیر طریقت رہبر شریعت شیخ القرآن والحدیث علامہ محمد فضل سبحان قادری، نے سلسلہ قادریہ میں اسباق وخلافت عطا فرمائی۔

رحمہم اللہ تعالیٰ ودامت برکاتہم العالیہ

[**حرمین شریفین کی حاضری (حج وعمرہائے متعددہ)**]: ناچیز نے رجب المرجب ۱۴۱۸ھ بمطابق 1997ء میں اپنی والدہ ماجدہ نصیب صالحہ رحمۃ اللہ علیہا، کی معیت میں عمرہ کی سعادت حاصل کی، اور 2002ء بمطابق ۱۴۲۲ھ میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی، اوراس کے بعد مرشد کریم کی معیت میں کئی سال بارہا عمرہ کی سعادت سے مشرف ہوا۔

تقبل الله مناجميع الاعمال الحسنة ويعفو عن السيئات.

[**تدریسی خدمات: جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ**]

دارالعلوم امجدیہ سے فراغت کے ساتھ ہی 1998ء میں ناچیز نے اپنے پیرو مرشد کے ادارے جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن سے پیرومرشد کی زیرعنایت وسایہ عاطفت میں تدریسی خدمات کا آغاز کیا۔

دارالعلوم حنفیہ نقشبندیہ شموزئی سوات: 1999ء تا 2004ء تک جاری رہا۔

[**دارالعلوم حنفیہ نقشبندیہ فرنٹیر کالونی بنارس کراچی**]: 2004ء کو جامع مسجد غوثیہ فرنٹیر کالونی 3 بنارس میں دارالعلوم حنفیہ نقشبندیہ کی بھاگ دوڑ سنبھالی۔ اب اس غوثیہ مسجد والے ادارے میں سیلانی ویلفیئر کے تحت بنین وبنات کا مدرسہ چل رہا ہے۔

[الجامعۃ العلیمیۃ الاسلامیۃ،المرکز الاسلامی کراچی]:2005ء،تاحال2025ء جاری ہے۔اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے۔

[الجامعۃ المقصودیہ للعلوم الاسلامیہ والعصریہ سرجانی کراچی]:2009ءتامئی،2025ء، جاری وساری ہے۔اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے۔

[مدینۃ العلم اسلامک اکیڈمی (برائے خواتین) بہادرآباد کراچی]:جون 2020ء تا 2025ءجاری وساری ہے۔اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے۔

[قلمی خدمات]:الحمدللہ،ناچیز نے تاحال کئی فتاویٰ،کتب ورسائل بزبان پشتو اوراردو لکھے ہیں،ناچیز کی کچھ تالیفات،وتصنیفات وتراجم کتب،کے نام درج ذیل ہیں۔

﴿1﴾السیف المسلول فی مسئلۃ یا محمد و یارسول ﷺ..(اردو،مئی2001ء)

﴿2﴾تحفۃ المتوسلین بعبادہ الکاملین..................(اردو،دسمبر2001ء)

﴿3﴾الحجۃ التامۃ فی استحباب القعود فی الاقامۃ...(اردو،دسمبر2001ء)

﴿4﴾تنویرعقول الشبان باجتناب اللواطۃ و المُردان..(اردو،جنوری2004ء)

﴿5﴾تنویر الغمامۃ السوداء فی فضیلۃ العمامۃ البیضاء...(اردو،فروری2004ء)

﴿6﴾حاشیہ وترجمہ،تنویر تحقیق المسائل الخمسۃ..(مولاناعبدالھادی شاہ منصوری)...(عربی سے اردو،فروری2004ء)

﴿7﴾رفع القلق فی تحقیق الشفق.........................(اردو،جون2004ء)

﴿8﴾اللطف و الاحسان فی تعلیم التلامیذ و الصبیان..(اردو،اگست2004ء)

﴿9﴾ القول النجیح فی حکم الحُقۃ و التتن القبیح.....(اردو،ستمبر2004ء)

﴿10﴾ برکات الرحمن فی شھر رمضان......(اردو،شعبان المعظم2006ء)

﴿11﴾صدائے قُمری در تحقیق قضاء عمری........(اردو،جولائی2006ء)

﴿12﴾تطهير السادات عن اوساخ الزكوٰة............(اردو،جنوری 2007ء)

﴿13﴾ تنویرحکم اتیان السواجد لاداء الصلوة فی المساجد..(اردو،مارچ2007ء)

﴿14﴾تنوير الصدر فی قضاء سنة الفجر.................(اردو،نومبر 2007ء)

﴿15﴾ تنویرالفتاوٰی ﴿ جلداول ﴾صفحات. 716......طبع 2008ء، بمطابق ۱۴۲۹ھ

﴿16﴾ تنویرالفتاوٰی ﴿ جلددوم ﴾صفحات:654..................کمپوزنگ:2010ء

﴿17﴾ تنویرالفتاوٰی ﴿ جلدسوم ﴾صفحات:630،.................کمپوزنگ:2012ء

﴿18﴾ تنویرالفتاوٰی ﴿ جلد چہارم ﴾صفحات630۔...............کمپوزنگ:2014ء

﴿19﴾ تنویرالفتاوٰی ﴿ جلد پنجم ﴾صفحات756۔.................کمپوزنگ:2016ء

﴿20﴾تنویرالفتاوٰی ﴿ جلد ششم ﴾صفحات546۔.................کمپوزنگ؛2018ء

﴿21﴾ تنویرالفتاوٰی ﴿ جلد ہفتم ﴾صفحات734۔.................کمپوزنگ:2020ء

﴿22﴾ تنویرالفتاوٰی ﴿ جلد ہشتم ﴾ جاری ہے،الحمدللہ۔

﴿23﴾دلائل الاجاودفی حكم الجنازة فی المساجد..(اردو،مئی 2011ء)

﴿24﴾كشف الحوب بتحقيق كف الثوب............(اردو،جون 2011ء)

﴿25﴾تنوير الجنان بمتابعة سيدا لانس والجان.....(اردو،جولائی 2011ء)

﴿26﴾كشف التضاد بتحقيق حكم الظاء والضاد..(اردو،جولائی 2011ء)

﴿27﴾التنوير فی تقابل عقائد الديوبند والپنجپير..(اردو،جولائی 2011ء)

﴿28﴾حياة الانبياء عليهم التحية والثناء..............(اردو،اگست 2011ء)

﴿29﴾بحث التوسل والوسيلة ....(اردو،اگست 2011ء)

﴿30﴾ بحث النداء لغير الله..............................(اردو،ستمبر 2011ء)

﴿31﴾بحث الحاضر والناظر..............................(اردو،ستمبر 2011ء)

﴿32﴾بحث الاستمداد من الانبیاء علیهم الصلوٰة والسلام۔(اردو،اکتوبر2011ء)

﴿33﴾بحث الاستشفاء بتعلیق التعاویذ وتبرکات الاولیاء(اردو،اکتوبر2011ء)

﴿34﴾بحث حدیث لولاک لما خلقت الافلاک...(اردو،نومبر2011ء)

﴿35﴾بحث سماع الموتیٰ ....(اردو،نومبر2011ء)

﴿36﴾ آپ ﷺ کی،قبرانور کاعرش سے افضل ہونا.............(اردو،دسمبر2011ء)

﴿37﴾تنویر العینین بمدح السبطین الحسنین الکریمین۔(اردو،دسمبر2011ء)

﴿38﴾التحقیق التنویر فی حکم التصویر...............................(اردو)

﴿39﴾امام احمد رضا بریلوی کون تھے؟...(پشتو)

﴿40﴾تنویر العالم بمیلاد سید ولد آدم ﷺ ....(اردو)

﴿41﴾القول الانیق فی مسائل الاضحیة والتشریق...(اردو،مطبوعہ المقصود)

﴿42﴾السنن الکبریٰ (چند جلدیں)(للامام البیهقی)..................(عربی سے اردو)

﴿43﴾مصنف ابن ابی شیبہ (چند جلدیں)...............................(عربی سے اردو)

﴿44﴾عظمت نام مصطفیٰ ﷺ......................................(فارسی سے اردو)

﴿45﴾ تربیت السالکین...(پشتو سے اردو)

﴿46﴾البصائر لمنکری التوسل باهل المقابر (مولانا حمداللہ داجوی)..(عربی سے اردو)

﴿47﴾شرح الصدور (للامام السیوطی)........................(عربی سے پشتو)

﴿48﴾تنویر پشتو ترجمہ نحو میر...............................(فارسی سے پشتو)

﴿49﴾انوار الانتباہ فی اثبات نداء یارسول اللہ ﷺ ....(پشتو سے اردو)

﴿50﴾ترجمہ مظهر الحقائق فی احوال الجبریة۔(مولانا محمد روشن)۔(پشتو سے اردو)

﴿51﴾ترجمہ، حکم شریعة الغراء علی من استخف بالعلم والعلماء(اردہ)

﴿52﴾ ترجمه :الحکم الشاق علی عنق العاق.................(پشتو سے اردو)

﴿53﴾ ''تنویر السراجی'' از ابتداء تا اختتام باب العول.(مئی 2023ء شوال ۱۴۴۴ھ)

﴿54﴾ تنویر طریق النجاۃ اردو شرح مقدمۃ المشکوٰۃ۔............(14/اگست 2024ء)

﴿55﴾ اردو ترجمہ، اعلام المؤمنین علی الحق المبین، تصنیف علامہ سید احمد شاہ رحمہ اللہ، اخون کلے کبل سوات۔..نومبر 2024ء

﴿56﴾ تنویر الافتاء و مقصود المفتی، اردو شرح، شرح عقود رسم المفتی۔(جاری ہے)

اللہ رب العزت ناچیز کی خدمات قبول و منظور فرمائے، اور دین کی خدمت کا صلہ دارین میں اپنی شان کے مطابق عطا فرمائے۔ امین۔

خادم العلم واھلہ:

احقر الناس

سید محمد منور شاہ

بن مظلوم شہید سید بخت روئیدار السواتی الشموزوی

ابتدائیہ

عزیز قارئین: فجر کی دو رکعت سنت کے متعلق چونکہ متقدمین و متاخرین فقہاء احناف کی آراء مختلف ہیں اس لئے دور حاضر کے علماء احناف (خاص کر آئمہ مساجد اس سلسلے میں)، یقینی اور احناف کے نزدیک مفتیٰ بہ قول کی وضاحت نہیں کر پاتے، بلکہ اس بارے میں پوچھنے والوں کو مختلف جواب اس انداز سے دیتے ہیں کہ "اگر فجر کی دو رکعت چھوٹ جائے تو طلوع شمس کے بعد پڑھنا سنت ہے، مستحب ہے، اچھی بات ہے، اولیٰ ہے، بہتر ہے، نہیں پڑھنے چاہئے، پڑھنا نہ پڑھنا برابر ہے"۔

ان مختلف جوابات کو دیکھ کر عوام احناف الجھ کر رہ جاتے ہیں کہ اگر فرض سمیت سنتیں قضاء ہو جائیں تو طلوع شمس سے پہلے یا بعد میں ہم کیسے نماز ادا کریں؟ اگر طلوع شمس کے بعد آنکھ کھلی تو سنت سمیت فرض کب تک پڑھ سکتے ہیں، زوال تک یا زوال کے بعد بھی؟ اور اگر فرض پڑھ لئے اور سنت رہ گئے تو آیا طلوع شمس سے پہلے پڑھیں یا بعد میں؟ اور بعد میں ہو تو کب تک پڑھ لیں، زوال تک یا کبھی بھی؟ یہ وہ الجھن ہے جس میں آج اکثر عوام پھنسے ہوئے ہیں۔

بندہ ناچیز نے اس فقہی اختلافی مسئلے پر قلم اٹھایا تا کہ عوام کے سامنے حنفی مذہب کی صحیح وضاحت ہو سکے، اور علماء و عوام کے سامنے قواعد افتاء کی روشنی میں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کی صحیح ترجمانی ہو سکے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

بندہ ناچیز

سید محمد منور شاہ سواتی، حال فرنٹیئر بنارس کراچی

شوال ۱۴۲۸ھ بمطابق نومبر ۲۰۰۷ء

عزیز قارئین: سب سے پہلے ہم اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ دن رات میں کتنی رکعتیں سنت کہلاتی ہیں، اوراس کے ادا کرنے میں کتنا ثواب اورفضیلت ہے۔

سنت رکعتوں کی تعداد:

امام ترمذی رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں:

عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت قال رسول الله ﷺ من ثابر علی ثنتی عشرة رکعة من السنة بنی الله له بیتافی الجنه. اربع رکعات قبل الظهرو رکعتین بعدهاو رکعتین بعد المغرب و رکعتین بعد العشاء و رکعتین قبل الفجر.

(ترمذی شریف، ص ۵۵، ج ۱، باب ما جاء فی من صلی فی یوم ولیلة ثنتی عشرة رکعة من السنة ماله من الفضل، مجتبائی لاہور)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے بارہ رکعت سنتوں (کے پڑھنے) کی حفاظت کی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں گھر بنائے گا۔ چار رکعت ظہر سے پہلے، دو رکعت ظہر کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد، دو رکعت عشاء کے بعد اور دو رکعت فجر سے پہلے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں:

عن ام حبیبة رضی الله تعالیٰ عنها قالت قال النبی ﷺ من صلی فی یوم ثنتی عشرة رکعة تطوعا بنی له بهن بیت فی الجنه.

(ابوداؤد شریف، ص ۱۷۸، ج ۱، باب تفریع ابواب التطوع ورکعات السنة، حقانیہ ملتان)

ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے دن میں بارہ رکعت سنت ادا کئے تو اس کے لئے ان کے بدلے میں جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

امام قدوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

السنة فی الصلوة ان یصلی رکعتین بعدطلوع الفجروار بعا قبل الظهرور کعتین بعدهاوار بعاقبل ا لعصروان شاء رکعتین و رکعتین بعدالمغرب واربعاقبل العشاء واربعابعدهاوان شاء رکعتین.

(مختصر القدوری،ص۲۳، باب النوافل،مجتبائی لاہور)

نماز میں سنت (رکعتیں) یہ ہیں کہ دو رکعت طلوع فجر کے بعد پڑھے، اور چار ظہر کی نماز سے پہلے اور دو ظہر کی نماز کے بعد اور چار رکعت (نفل) عصر سے پہلے اور اگر چاہے تو دو رکعت پڑھے، اور دو رکعت مغرب کے بعد اور چار رکعت (نفل) عشاء سے پہلے اور چار رکعت (نفل) عشاء کے بعد اور اگر چاہے تو دو رکعت سنت عشاء کے بعد پڑھے۔

دن رات میں سنت رکعتوں کی تعداد کے بعد اب ہم اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ ان بارہ رکعتوں میں بتدریج افضل سنت کون سے ہیں؟

[افضلیت کے اعتبار سے سنن میں ترتیب]

امام ابن الھمام رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ثم اختلف فی ا لافضل بعدر کعتی الفجرقال الحلوانی رکعتا المغرب فانه ﷺ لم یدعهماسفراو لاحضراثم التی بعد الظهر

لانهاسنة متفق عليهابخلاف التی قبلهالانه قيل هی للفصل بين الاذان والاقامة ثم التی بعد العشاء ثم التی قبل الظهر.

(فتح القدیر،ص۳۸۳،باب النوافل،حقانیہ پشاور)

علماء احناف رحمہم اللہ کا اس میں اختلاف ہے کہ فجر کی دو رکعت سنت کے بعدکون سی سنت افضل ہے؟ امام حلوانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں (فجر کی سنت کے بعد) مغرب کی دو رکعت افضل ہے کیونکہ آپﷺ نے سفر وحضر (مقیم ہونے کی حالت) میں اس کوترک نہیں فرمایا۔اس کے بعدظہر کے بعدوالی سنت افضل ہے کیونکہ اس کےسنت ہونے پراتفاق ہےجبکہ ظہر سے پہلے چار رکعت سنتوں کے بارے میں یہ کہا گیاہے کہ یہ اذان واقامت کے درمیان فصل (جدائی) کے لئے لائی گئی،اس کے بعدعشاء کی دو رکعت سنت،اور اس کے بعدظہر سے پہلے چاررکعت افضل ہے۔

شیخ ملانظام رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اقول السنن ركعتاالفجرثم سنة المغرب ثم التی بعد الظهرثم التی بعد العشاء ثم التی قبل الظهر.

(الفتاویٰ الہندیہ،ص۱۱۲،جلد۱،الباب التاسع فی النوافل،رشدیہ کوئٹہ)

سنن میں قوی ترین سنت فجر کی دورکعت،پھرمغرب کی دورکعت،پھرظہر کے بعد دورکعت،پھرعشاء کے بعددورکعت،پھرظہر سے پہلے چاررکعت سنت ہے۔

عزیز قارئین:

درج بالاعبارات سے معلوم ہوا کہ دن رات کی بارہ رکعت سنتوں میں بالاتفاق سب سے افضل اورقوی فجر کی دورکعت سنت ہے۔

امام ابن الھمام حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ابتدأبسنة الفجر لانهااقویٰ السنن حتی روی الحسن عن ابی حنیفة رحمه الله لو صلاهاقاعدابغیرعذر لا یجوز وقالو :العالم اذاصارمرجعاللفتویٰ جازله ترک سائر السنن لحاجة الناس الاسنة الفجر.

(فتح القدیر،ص۳۸۳،ج۱،باب النوافل،حقانیہ پشاور)

علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ نے بھی اسی طرح تحقیق فرمائی۔

(الدر المختار،ص۱۴،۱۵،ج۲،باب الوتر والنوافل،ایچ ایم سعید کراچی)

(علامہ قدوری رحمہ اللہ نے) باب السنن میں فجر کی سنت سے ابتداء اس لئے فرمائی کہ فجر کی سنتیں دیگر سنن سے قوی ہے، یہاں تک کہ امام حسن رحمہ اللہ نے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کی اگر کسی نے فجر کی سنتیں بغیر کسی عذر شرعی کے بیٹھ کر پڑھی تو جائز نہیں۔اور علماء فرماتے ہیں: اگر کوئی عالم مفتی،حاجت کی بناء پر لوگوں کو فتویٰ دینے کی وجہ سے سنتیں ترک کرنا چاہے تو فجر کی سنتوں کے علاوہ سنتیں کو ترک کر سکتا ہے۔

[فجر کی سنتوں کی فضیلت احادیث کی روشنی میں]

امام ترمذی رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں:

عن عائشة رضی الله عنهاقالت قال رسول الله ﷺ رکعتا الفجرخیرمن الدنیاومافیها... قال ابو عیسیٰ حدیث عائشة حدیث حسن صحیح.

(ترمذی شریف،ص۵۶،ج۱،باب ماجاء فی رکعتی الفجر من الفضل،مجتبائی لاہور پاکستان)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتیں ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: فجر کی دو رکعت (سنت) دنیا وومافیھا (دنیا اور اس میں جو کچھ ہے) سے بہتر ہے۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

امام مسلم وامام ابوداؤد رحمہم اللہ روایت فرماتے ہیں:

عن عائشة رضی الله عنهاقالت ان رسول الله ﷺ لم یکن علی شئی من النوافل اشدمعاهدة منه علی الرکعتین قبل الصبح .

(مسلم شریف،ص۲۵۱،ج۱،باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر،قدیمی کراچی)

(سنن ابی داؤد،ص۱۷۸،ج۱،باب رکعتی الفجر،حقانیہ پشاور)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ سنت فجر کی جس شدت سے اہتمام فرماتے تھے،اس طرح کسی اور نوافل کا اہتمام نہیں فرماتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں:

عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لاتدعوهما وان طردتکم الخیل.

(سنن ابی داؤد،ص۱۷۹،باب رکعتی الفجر،حقانیہ پشاور)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: فجر کی دو رکعت سنت کو کبھی نہ چھوڑنا،اگرچہ تمہیں گھوڑے روند ڈالیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں:

عن عائشة رضی الله عنهاعن النبی ﷺ قال فی شان الرکعتین عندطلوع الفجرلهمااحب الیّ من الدنیا جمیعا.

(مسلم شریف،ص۲۵۱،ج۱،باب استحباب رکعتی سنۃ الفجر،قدیمی کراچی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے فجر کی دو رکعت سنتوں کے بارے میں فرمایا کہ: یہ دو رکعتیں مجھے تمام دنیا سے محبوب ہیں۔

درج بالا احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ فجر کی دو رکعت سنتیں آپ ﷺ کو انتہائی محبوب اور پسند تھیں۔

[عبادات میں مطلقاً فتویٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر ہے۔]

اس سے پہلے کہ ہم سنت فجر کی قضا یا عدم قضا پر کچھ تحریر کریں، ہم افتاء کے وہ اصول ہدیہ قارئین کرتے ہیں کہ جن سے معلوم ہو جائے گا کہ نماز ایک اہم عبادت ہے، اور عبادات سے متعلق فتویٰ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر دیا جاتا ہے، اور پھر خاص کر جب امام اعظم رحمہ اللہ کے ساتھ ان کے شاگردوں (امام ابو یوسف و امام محمد رحمہم اللہ) میں سے کوئی ان کے ساتھ ہو تو پھر لا محالہ (ضرور) فتویٰ امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر دیا جائے گا۔ اس حوالے سے فقہاء کرام کی عبارات حاضر خدمت ہیں۔

علامہ حصکفی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

والاصح کمافی السراجية وغيرهاانه يفتى بقول الامام على الاطلاق ثم بقول الثانى الخ.

(الدرالمختار،ص۵۲،جلد۱،رشیدیہ کوئٹہ)

اصح بات یہ ہے کہ فتویٰ مطلقا امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر ہوگا، اس کے بعد دوسرے کے قول پر جیسا کہ سراجیہ وغیرہ میں ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اقول عبارتهاثم الفتوى على الا طلاق على قول ابى حنيفة ثم قول ابى يوسف ثم قول محمد ثم قول زفر والحسن بن زياد

وقيل اذاكان ابوحنيفة فی جانب وصاحباه فی جانب فالمفتی بالخيار والاول اصح اذالم يكن المفتی مجتهدا.....(قوله بقول الامام) قال عبدالله بن المبارک لانه رأی الصحابة وزاحم التابعين فی الفتویٰ فقوله اشد واقوی.

(فتاویٰ شامی، ص۵۲، جلداول، مطبوعہ رشیدیہ کوئٹہ)

میں (علامہ شامی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ سراجیہ کی عبارت یوں ہے: فتویٰ مطلقا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر پھر امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر پھر امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر پھر امام زفر اور حسن بن زیاد رحمہما اللہ کے قول پر ہوگا ۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ایک طرف اور آپ کے شاگرد دوسری طرف ہوتو مفتی کو اختیار ہے، لیکن پہلا قول اصح ہے جب کہ مفتی مجتہد نہ ہو، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ اس لئے ہوگا کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے صحابہ کرام کا دیدار فرمایا، اور فتویٰ کے سلسلے میں تابعین سے مزاحمت فرمائی، اس لئے آپ کا قول مضبوط اور قوی ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

قدجعل العلماء الفتویٰ علی قول الامام الاعظم فی العبادات مطلقاوهوالواقع الا ستقراء.

(فتاویٰ شامی، ص۵۳، جلداول، رشیدیہ کوئٹہ)

علماء کرام نے عبادات میں فتویٰ مطلقا امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر متعین فرمایا ہے۔

علامہ سراج الدین عمر بن اسحاق غزنوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ثم الفتویٰ علی الا طلاق علی قول ابی حنیفة ثم بقول صاحبیه ثم بقول ابی یوسف ثم بقول محمد بن الحسن ثم بقول زفر ابن الهزیل ثم بقول حسن بن زیاد وقیل اذا کان ابو حنیفة بجانب وصاحباه فی جانب فالمفتی بالخیار والاول اصح اذالم یکن المفتی مجتهدا لانه کان اعلم العلماء فی زمانه حتی قال الشافعی الناس کلهم عیال ابی حنیفة فی الفقه.

(فتاویٰ سراجیہ، ص ۱۵۷، مطبوعہ: المطبع العالی نولکشور لکھنؤ)

فتویٰ مطلقا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر ہوگا، پھر امام ابو یوسف پھر امام محمد بن حسن پھر امام زفر بن ھزیل پھر امام حسن بن زیاد رحمہما اللہ کے قول پر، یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ایک طرف اور صاحبین دوسری طرف ہو تو مفتی کو اختیار ہے، لیکن جب مفتی مجتہد نہ ہو تو پہلی بات اصح ہے (یعنی فتویٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر دیا کرے) کیونکہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ اپنے دور کے علماء میں اعلم (زیادہ جاننے والے) ہیں یہاں تک کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ تمام لوگ فقہ میں امام ابوحنیفہ کی اولاد ہیں۔

علامہ ابراہیم بن محمد حلبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جعل العلماء الفتویٰ علی قوله فی العبادات مطلقا.

(غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، ص ۶۴، مذہبی کتب خانہ کراچی)

علماء کرام نے عبادات کے سلسلے میں فتویٰ مطلقاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر دیا ہے۔

شیخ ملا نظام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اذااتفق اصحابنافی شئی ابو حنیفة و ابو یوسف و محمد رحمهماالله لاینبغی للقاضی ان یخالفهم برأیه و اذااختلفوا فیما بینهم قال عبدالله بن المبارک رحمه الله یؤخذبقول ابی حنیفة لانه کان من التابعین وزاحمهم فی الفتویٰ کذا فی محیط السرخسی. (عالمگیری، ص ۲۱۵، جلد سوم، مطبوعہ نولکشور)

جب ہمارے اصحاب (آئمہ احناف) یعنی امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کسی مسئلہ پر متفق ہوجائیں تو قاضی (ومفتی) کو اپنی رائے سے ان کی مخالفت کرنا مناسب نہیں۔ اور جب آئمہ احناف (کے اقوال کسی مسئلہ میں) آپس میں مختلف ہوتو عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول لیا جائے گا، کیونکہ آپ تابعین میں سے ہیں اور تابعین کے ساتھ فتویٰ میں اختلاف (مزاحمت) فرمایا۔

علامہ ابن نجیم المصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وصحح فی السراجیة ان المفتی یفتی بقول ابی حنیفة علی الاطلاق ثم بقول ابی یوسف ثم بقول محمد ثم بقول زفر والحسن بن زیادرحمهماالله ولا یخیر اذالم یکن مجتهدا.

(البحر الرائق، ص ۴۵۲، جلد ششم، رشیدیہ کوئٹہ)

سراجیہ میں اس بات کو اصح فرمایا ہے کہ مفتی مطلقاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دے گا، پھر امام ابو یوسف پھر امام محمد پھر امام زفر اور امام حسن بن زیاد رحمہم اللہ کے قول پر، اور جب مفتی مجتہد نہ ہوتو اسے اختیار نہیں دیا جائے گا۔

علامہ عمر بن ابراہیم بن نجیم مصری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ثم الفتویٰ مطلقابقول الامام ثم بقول ابی یوسف ثم بقول محمدثم بقول زفرثم بقول الحسن بن زیاد.

(النہر الفائق،ص۵۹۹،ج۳،قدیمی کراچی)

فتویٰ مطلقا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر دیا جائے گا، پھر امام ابو یوسف پھر امام محمد پھر امام زفر پھر امام حسن بن زیاد رحمہما اللہ کے قول پر۔

علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

واشرت هناالی انهم اذااختلفوا يقدم مااختاره ابوحنيفة رحمه الله سواء وافقه احداصحابه اولا....ومتیٰ كان قول ابی يوسف ومحمدرحمه الله موافق قوله لا يتعدى عنه .... و كذااذا كان احدهما معه. (شرح عقود رسم المفتی،ص۳۵،۳۶)

میں (علامہ شامی رحمہ اللہ) نے اشعار میں اسی طرف اشارہ کیا ہے کہ جب آئمہ میں کسی مسئلہ میں اختلاف آجائے تو اسی قول کو لیا جائے گا جس کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اختیار کیا ہو،خواہ ان کے شاگردوں میں سے کسی نے ان کے ساتھ اس مسئلے میں موافقت کی ہو یا نہ کی ہو.......اور جب امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کا قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے موافق ہوتو اس سے عدول جائز نہیں........اور اسی طرح جب ان میں سے کسی کا قول امام اعظم رحمہ اللہ کے قول کے موافق تو (پھر بھی اس سے عدول جائز نہیں)۔

مولانا الشاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ پر مستقل رسالہ بنام "رسالۃ اجلی الاعلام ان الفتویٰ مطلقا علی قول الامام" تحریر فرمایا۔(فتاویٰ رضویہ،ص۹۵،ج۱،نظامیہ)

مفتی حبیب اللہ مظاہری برماوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اگر اختلاف فی العبادات ہے تو بقول امام اعظم چونکہ وہ اتقاء میں سب سے اولیٰ واعلیٰ ہے اسی کے قول پر فتویٰ دیا جاوے۔''

(فتاویٰ حبیبیہ،ص۱۲،جلد اول، جامعہ خلیلیہ کراچی)

درج بالا دلائل وعبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ عبادات میں مطلقاً فتویٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور خاص کر جب شیخین کا قول بھی ساتھ ہو تو اس پر دیا جائے گا، اور اس سے عدول (کنارہ کشی) احناف کے ہاں جائز نہیں۔

[فجر کی نماز طلوع شمس سے قضاء ہو جاتی ہے]

قارئین حضرات: یہ بھی ذہن نشین فرمالیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر نماز کو اس کے وقت میں فرض فرمایا ہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

ان الصلوة کانت علی المومنین کتابا موقاتا. (النساء:۱۰۳)

اور آپ ﷺ نے نماز کے اوقات بھی باقاعدہ بتائے ہیں۔ جیسا کہ امام مسلم رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں:

عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال وقت الظھر مالم تحضر العصر ووقت العصر مالم تصفر الشمس و وقت المغرب مالم یسقط ثور الشفق ووقت العشاء الی نصف اللیل ووقت الفجر مالم تطلع الشمس .

(مسلم شریف،ص۲۲۳،ج۱،باب اوقات الصلوٰۃ الخمس، قدیمی کراچی)

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ظہر کا وقت عصر تک ہے، اور عصر کا وقت سورج کے زرد ہونے تک ہے، اور مغرب کا وقت شفق ڈوبنے تک ہے، اور عشاء کا

وقت آدھی رات تک ہے، اور فجر کا وقت طلوع شمس تک ہے۔

نماز کے اوقات میں فجر کی نماز کے وقت کے سلسلے میں تمام فقہاء احناف کا اس پر اتفاق ہے کہ فجر کی نماز کا وقت طلوع فجر سے لے کر طلوع شمس تک ہے، (جیسا کہ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا) اس کے بعد فجر کی نماز قضاء ہوگی نہ کہ اداء۔

ہم اس کے متعلق آئمہ وفقہاء احناف رحمہم اللہ کی عبارات ہدیہ قارئین کرتے ہیں۔

امام ابوالحسن قدوری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اول وقت الفجر اذا طلع الفجر الثانی وهو البیاض المعترض فی الافق و آخر وقتها ما لم تطلع الشمس.

(المختصر القدوری، ص۱۴، کتاب الصلوٰۃ، آفتاب عالم پریس لاہور)

(نماز) فجر کا وقت طلوع فجر سے لے کر طلوع شمس تک ہے۔

امام ابوالبرکات النسفی الحنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقت الفجر من الصبح الصادق الی طلوع الشمس.

(کنز الدقائق، ص۱۷، کتاب الصلوٰۃ، قدیمی کراچی)

(نماز) فجر کا وقت صبح صادق سے لے کر طلوع شمس تک ہے۔

امام برہان الشریعۃ محمود بن صدر الشریعۃ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

الوقت للفجر من الصبح المعترض الی طلوع ذکاء.

(شرح الوقایۃ، ص۱۴۴، ج۱، کتاب الصلوٰۃ، امدادیہ ملتان)

(نماز) فجر کا وقت صبح صادق سے لے کر طلوع شمس تک ہے۔

ان تمام عبارات کا خلاصہ یہ ہے کہ فجر کی نماز کا وقت طلوع فجر سے طلوع شمس تک ہے۔ اس کے بعد نماز فجر قضاء ہو جائے گی خواہ وہ فرض ہو یا سنت۔

[مذہب حنفی میں سنت کی قضاءنہیں]

عزیز قارئین: جب یہ معلوم ہوا کہ طلوع شمس کے ہوتے ہی فجر کی نماز قضاء ہوجاتی ہے، اورا سی طرح تمام نمازوں کے اوقات ختم ہوتے ہی ان اوقات کی نمازیں قضا ہوجاتی ہیں، تو اب اگر کسی شخص سے نماز قضا ہوجائے تو وہ صرف فرائض اور وتر (واجب) کی قضاء کرے گا نہ کہ سنت کی، کیونکہ احناف کے ہاں سنت کی قضاءنہیں، بلکہ قضاء کا تعلق فرض اور واجب کے ساتھ ہے، اور سنت کی قضاء نہ کرنا ہی ظاہر الروایۃ ہے۔ امام سرخسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اما سائر السنن اذا فاتت عن موضعها لم تقض عندنا خلافا للشافعی (ولنا) حدیث ام سلمة حین قالت لرسول الله ﷺ انقضیها نحن فقال لا، ولان السنة عبارة عن الاقتداء برسول الله ﷺ فیما تطوع به وهذا المقصود لایحصل بالقضاء بعد الفوات.

(کتاب المبسوط، ص ۳۱۵، جلد اول، باب مواقیت الصلوۃ، غفاریہ کوئٹہ)

ہمارے احناف کے نزدیک جب سنن (سنت نماز) اپنی جگہ (وقت) سے فوت ہوجائیں تو اس کی قضاءنہیں کی جائے گی، جبکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں سنن کی قضاء ہے، ہماری (احناف کی) دلیل حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث ہے کہ جب آپ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ ہم سنن کی قضاء کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ سنت آپ ﷺ کی نوافل میں اقتداء کا نام ہے جبکہ یہ مقصود نوافل کے فوت (قضاء) ہونے کے بعد حاصل نہیں ہوتا۔

امام برہان الدین ابوالمعالی محمود بن صدر الشریعۃ ابن مازۃ البخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

و سائر النوافل اذا فاتت عن وقتها لا تقضی بالاجماع، سواء

فاتت مع الفرض او بدون ا لفرض، هذا هو المذكور فی ظاهر الروایة.

(المحیط البرھانی،ص۲۳۵، ج۲، کتاب الصلوۃ ،الفصل الحادی عشر،التطوع قبل الفرض و بعدہ،ادارۃالقرآن کراچی)

تمام نوافل (سنن) جب اپنے اوقات سے قضاء (فوت) ہو جائیں تو بالاجماع (اجماع اس پر ہے کہ) ان کی قضاءنہیں ہوگی،خواہ سنن فرض سمیت قضاء ہو یا بغیر فرض کے، اور یہی (سنن کی عدم قضاء) ظاہر الروایت ہے۔

علامہ مرغینانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ا ن الاصل فی ا لسنة ان لا تقضی لا ختصاص القضاء بالواجب

(ہدایہ،ص۱۵۳،ج۱،باب ادراک الفریضۃ ،کلام کمپنی کراچی)

سنت کے بارے میں اصل (قاعدہ اور قانون) یہ ہے کہ ان کی قضاء نہیں کی جائے گی، کیونکہ قضاء واجب کے ساتھ خاص ہے۔

اسی طرح کی عبارت علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ نے (البحر الرائق ،ص۱۳۱، ج۲، باب ادراک الفریضۃ ، رشیدیہ کوئٹہ)علامہ زیلعی رحمہ اللہ نے (تبیین الحقائق ،ص۴۵۳، ج۱، باب ادراک الفریضۃ ،ایچ ایم سعید کراچی)امام عمر بن نجیم رحمہ اللہ نے (النھر الفائق ،ص۳۱۱ ،ج۱، باب ادراک الفریضۃ، امدایہ ملتان) اور علامہ محقق ملا خسرو الحنفی رحمہ اللہ نے (الدرر الحکام ،ص۱۲۲،ج۱،باب ادراک الفریضۃ ،میر محمد) میں بھی لکھی ہے۔

عزیزان گرامی: درج بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ مطلق سنن (فجر کی ہو یا دیگر اوقات کی) کی قضا نہ کرنا احناف کے نزدیک ظاہر الروایت اور اجماعی مسئلہ ہے، یعنی اس

پراجماع ہے کہ کسی بھی سنت کی قضاءنہیں،خواہ فرض سمیت قضاء ہوجائیں یا بغیر فرض کے۔

[احناف کے نزدیک فتویٰ اور عمل ظاہر الروایت ہی پر ہوگا]

علامہ شامی رحمہ اللہ اصول افتاء میں لکھتے ہیں:

اعلم بان الواجب اتباع ما　　ترجیحه عن اهله قد علما

اوکان ظاهر الروایة ولم　　یرجحوا خلاف ذاک فاعلم

ای ان الواجب علی من اراد ان یعمل لنفسه او یفتی غیره ان یتبع القول الذی رجحه علماء مذهبه فلا یجوز له العمل او الافتاء بالمرجوح.......... وقد نقلوا الاجماع علی ذلک............ ان المجتهد والمقلد لا یحل لهما الحکم والافتاء بغیر الراجح لانه اتباع للهوی وهو حرام اجماعا.

(شرح عقود رسم المفتی، ص۳،قدیمی کراچی)

جوشخص کسی مسئلہ شرعیہ پرخود عمل کرنا چاہے یا کسی اور کوفتویٰ دینا چاہے تواس پر واجب ہے کہ اس قول کی اتباع کرے جسکو مذہب کے علماء نے راجح قرار دیا ہو،اور غیر راجح (مرجوح) قول پرعمل کرنا اور فتویٰ دینا جائز نہیں.....اس پر علماء نے اجماع نقل کیا ہے (کہ راجح قول ہی پرعمل اورفتویٰ ہے)....بیشک مجتہد اور مقلد کے لئے راجح قول کے علاوہ کسی اور قول پرفتویٰ دینا حلال (جائز) نہیں، کیونکہ یہ (غیر راجح قول پرفتویٰ) نفسانی خواہشات کی پیروی ہے جو بالاجماع حرام ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

و قولی او کان ظاهر الروایة الخ معناه ان ما کان من المسائل

فی الکتب التی رویت عن محمد بن الحسن روایة ظاهرة یفتی به و ان لم یصرحوا بتصحیحه نعم لو صححوا روایة اخری من غیر کتب ظاهر الروایة یتبع ما صححوه قال العلامة الطرسوسی فی انفع الوسائل فی مسئلة الکفالة الی شهر ان القاضی المقلد لا یجوز له ان یحکم الا بما هو ظاهر الروایة لا بالروایة الشاذة الا ان ینصوا علی ا ن الفتویٰ علیها.

(شرح عقود رسم المفتی ص۹)

میرا قول ''یا وہ ظاہر الروایۃ ہو'' اس کا معنی یہ ہے کہ وہ مسائل جو امام محمد بن حسن رحمہ اللہ کی کتابوں میں روایت کئے گئے وہ ظاہر الروایۃ ہے اور اسی پر فتویٰ دیا جائے گا اگرچہ ان مسائل کی لفظ ''تصحیح'' سے تصریح نہ کی گئی ہو۔ ہاں اگر علماء نے ظاہر الروایۃ کے خلاف کسی اور مسئلے کی تصحیح کی تو پھر ان (علماء کی تصحیح شدہ مسائل) کی اتباع کی جائے گی۔ علامہ طرسوسی رحمہ اللہ انفع الوسائل میں لکھتے ہیں کہ قاضی مقلد کے لئے ظاہر الروایۃ کے علاوہ کسی اور شاذ روایت کے مطابق فتویٰ (حکم) دینا جائز نہیں، ہاں اگر علماء نے اس شاذ روایت پر فتویٰ دینے کی صراحت کر دی ہے تو پھر اس پر فتویٰ دیا جا سکتا ہے۔

درج بالا تحقیق سے معلوم ہوا کہ سنن کی قضا نہ کرنا ظاہر الروایت ہے اور احناف کے ہاں فتویٰ ظاہر الروایت ہی پر دیا جائے گا۔

[فجر کی نماز اگر قضا ہو جائے تو سنت سمیت زوال سے پہلے پڑھ سکتے ہیں۔]

حدیث مبارک اور آئمہ وعلماء احناف رحمہم اللہ کے اقوال سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب فجر کی نماز قضاء ہو جائے تو اس کو طلوع شمس کے بعد زوال سے پہلے سنت سمیت پڑھ سکتے

ہیں جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث شریف میں آتا ہے:

عن عبدالله بن ابی قتادة عن ابیه رضی الله عنه قال سرنامع النبی ﷺ لیلة فقال بعض القوم لوعرست بنایارسول الله ﷺ قال اخاف ان تناموا عن الصلوه قال بلال اناا وقظکم فاضطجعوا واسند بلال ظهره الی راحلته فغلبته عیناه فنام فاستیقظ النبی ﷺ وقد طلع حاجب الشمس فقال یابلال این ما قلت؟قال ماالقیت علی نومة مثلهاقط،قال ان الله قبض ارواحکم حین شاء وردهاعلیکم حین شاء، یابلال قم فاذن بالناس بالصلوة فتوضأ فلماارتفعت الشمس وابیاضت قام فصلی.

(بخاری شریف،ص۸۳، ج۱، باب الاذان بعد ذھاب الوقت، قدیمی کراچی)

راوی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپ ﷺ کے ساتھ ایک رات سفر کر رہے تھے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمایا: یارسول اللہ ﷺ اگر آپ آرام فرمائیں تو (اچھی بات ہوگی) آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے خوف ہے کہ تم لوگ فجر کی نماز سے سوتے رہ جاؤ گے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں آپ لوگوں کو جگا دوں گا۔ پس تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سو گئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری سے ٹیک لگائی تو ان پر بھی نیند غالب آئی اور سو گئے۔ آپ ﷺ جب بیدار ہوئے تو سورج طلوع ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: بلال: آپ کی بات کہاں ہے؟ (کہ میں آپ لوگوں کو بیدار کروں گا) تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ مجھ پر ایسی نیند کبھی غالب نہیں آئی تھی۔

آپ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ جب چاہے تمہاری روح قبض کر لیتا ہے اور جب چاہے واپس کر دیتا ہے۔اے بلال: اٹھ اور اذان دو، پھر آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔ جب سورج پورا طلوع ہوا تو آپ ﷺ نے نماز پڑھائی۔

عزیز قارئین: درج بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ سے سفر میں جب فجر کی نماز قضا ہوئی تو آپ ﷺ نے سنت سمیت فجر کی نماز طلوع شمس کے بعد قضاء پڑھی لی، اور یہ زوال سے پہلے پہلے تھی، اس لئے فقہاء احناف فرماتے ہیں کہ اگر کسی سے فجر کی نماز قضا ہو جائے تو وہ اس کو زوال سے پہلے سنت سمیت قضاء کر لے۔

امام برہان الدین ابوالمعالی محمود بن صدر الشریعۃ ابن مازہ البخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اذافاتتامع الفرض تقضی مع الفرض الی وقت الزوال،واذا زالت الشمس یقضی الفرض ولا تقضی السنة.

(المحیط البرھانی،ص۲۳۴،ج۲،کتاب الصلوۃ،الفصل الحادی عشر: التطوع قبل الفرض و بعدہ،ادارۃ القرآن،بیروت)

اگر فجر کی سنت فرض سمیت فوت ہو جائیں تو زوال تک پڑھ سکتے ہیں، اور زوال کے بعد صرف فرض کی قضاء ہوگی نہ کہ سنت کی۔

امام سرخسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

فاماسنة الفجرلوفاتت مع الفرض قضاهامعه استحسانا لحديث ليلة التعريس كان النبی ﷺ صلی ركعتی الفجرثم صلی الفجر.

(کتاب المبسوط،ص۳۱۵،جلد۱،باب مواقیت الصلوۃ،غفاریہ کوئٹہ)

اگر فجر کی سنت فرض سمیت فوت ہوجائیں تو استحسانا فرض سمیت قضاء کریں کیونکہ آپ ﷺ نے لیلۃ التعریس کو پہلے سنتیں ادا کی پھر فرض پڑھ لئے۔

علامہ ابوالبرکات النسفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ولم تقض الاتبعا.

(کنز الدقائق ،ص ۳۷، باب ادراک الفریضۃ ،قدیمی کراچی)

فجر کی سنتوں کی قضا فرض کے ساتھ (فرض کی اتباع میں) کی جائے۔

علامہ ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قوله(ولم تقض الاتبعا) ای لم تقض سنة الفجر الااذافاتت مع الفرض فتقضى تبعا للفرض ،سواء قضاها مع الجماعة او وحده.

(البحر الرائق ص ۱۳۱ ج ۲، باب ادراک الفریضۃ ،رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ زیلعی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ای لم تقض سنة الفجر الاتبعا للفرض اذا فاتت مع الفرض و قضاها مع الجماعة اووحده.

(تبیین الحقائق ،ص ۴۵۳ ج ۱، باب ادراک الفریضۃ ،ایچ ایم سعید کراچی)

شیخ ملا نظام رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اذا فاتتا مع الفرض يقضيها بعد طلوع الشمس الى وقت الزوال ثم يسقط.

(فتاویٰ عالمگیری ،ص ۱۱۲، ج ۱، الباب التاسع فی النوافل ،رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اذا فاتت مع الفجر فيقضيها تبعا لقضائه لو قبل الزوال.

(شامی ،ص ۵۷، ج ۲، باب الوتر والنوافل ،ایچ ایم سعید کراچی)

درج بالا عبارات فقہاء سے معلوم ہوا کہ اگر فجر کی نماز قضاء ہو جائے تو زوال سے پہلے پہلے

سنت سمیت فجر کی نماز قضا پڑھ لے۔

ملک العلماء علامہ کاسانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

انا استحسنا القضاء اذ افاتتامع الفرض لحدیث لیلة التعریس ... واما رکعتا الفجر اذا فاتتامع الفرض فقد فعلهما النبی ﷺ مع الفرض لیلة التعریس فنحن نفعل ذالک لنکون علی طریقته.

(بدائع الصنائع، ص ۲۸۷، ج ۱، فصل واما بیان ان السنة اذا فاتت عن وقتها هل تقضی ام لا، رشیدیہ کوئٹہ)

لیلۃ التعریس کی وجہ سے ہم نے سنتوں کی قضا کا حکم استحسانا لگایا ہے، جب وہ فرض سمیت فوت ہو جائیں.... جب کسی سے فرض سمیت فجر کی سنتیں فوت ہو جائیں تو ہم حضور ﷺ کے طریقے کی موافقت میں دونوں کی قضا کریں گے، کیونکہ آپ نے لیلۃ التعریس کو فرض سمیت سنتوں کی قضا فرمائی۔

[آپ ﷺ نے ظہر کی دو رکعت کی بھی قضاء فرمائی]

عزیز قارئین: اگر کوئی مذکورہ حدیث اور عبارات فقہاء سے یہ ثابت کرے کہ ہم فجر کی سنتوں کی فرض سمیت قضا زوال سے پہلے درج بالا دلائل کی روشنی میں کرتے ہیں، اور ان ہی دلائل اور خاص کر فجر کی سنتوں کی اہمیت وفضیلت کی وجہ سے ہم فجر کی سنتوں کی قضا کا حکم لگاتے ہیں اور یہ فتویٰ دیتے ہیں کہ زوال تک اس کی قضا کرنا آپ ﷺ کے عمل کی پیروی (سنت) ہے، تو ہم ان حضرات سے یہ عرض کرتے ہیں کہ اگر صرف اس وجہ سے فجر کی سنتوں کی قضا کرنی ہے کہ آپ ﷺ نے پوری زندگی میں فجر کی سنتوں کی صرف ایک دفعہ قضا فرمائی ہے اور وہ بھی فرض سمیت، تو پھر ان حضرات کو چاہئے کہ وہ فجر کی سنتوں کے بجائے ظہر کی آخری دو رکعت سنتوں کی قضا کا بدرجہ اولیٰ حکم اور فتویٰ دیں، کیونکہ آپ ﷺ

نے ظہر کی دو رکعت سنت کی بھی عصر کے بعد قضا فرمائی ہے حالانکہ آپ ﷺ نے ظہر کے فرض ادا فرما لئے تھے۔اس سلسلے میں احادیث اور دلائل پیش کئے جاتے ہیں:

امام بخاری رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں:

عن ام سلمة رضی اللہ عنہا قالت صلی النبی ﷺ بعد العصر رکعتین وقال شغلنی ناس من عبدالقیس عن الرکعتین بعد الظھر.

(بخاری شریف ص۸۳، ج۱، باب ما یصلی بعد العصر من الفوائت ونحوھا، نور محمد کراچی)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے عصر کے بعد دو رکعت پڑھی اور فرمایا کہ قبیلہ عبدالقیس کے لوگوں نے مجھے ظہر کی دو رکعتوں سے مشغول رکھا۔

[فجر کی سنت کے علاوہ دیگر سنن و نوافل کی فضیلت]

اب ہم اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ اگر فجر کی سنتیں صرف اس وجہ سے فرض سمیت زوال سے پہلے تک قضا پڑھ سکتے ہیں کہ فجر کی سنت کی تاکید اور فضیلت بہت زیادہ ہے تو فجر کی سنتوں کے علاوہ دیگر سنتوں کی بھی آپ ﷺ نے وہ تاکید اور فضیلت بیان فرمائی کہ جو فجر کی سنتوں کی بھی نہیں فرمائی تو پھر مناسب یہ ہے کہ تمام سنن کی فرض سمیت یا بغیر فرض کے قضا کرنی چاہیئے تاکہ سنن میں کوئی فرق نہ آئے۔ملاحظہ فرمایئے۔

امام ترمذی اور امام ابوداؤد رحمہم اللہ روایت فرماتے ہیں:

عن ام حبیبة رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ من حافظ علی اربع رکعات قبل الظھر و اربع بعدھا حرم علی النار

(ابوداؤد، ص۱۸۰، ج۱، باب الاربع قبل الظہر و بعدھا، حقانیہ پشاور)

(ترمذی، ص۵۷، ج۱، مجتبائی لاہور)

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتیں ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے ظہر سے پہلے اور بعد میں دوام کے ساتھ چار رکعت ادا کئے تو وہ شخص دوزخ پر حرام ہے۔ (یعنی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا)

عن ابی ایوب رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال اربع قبل الظهر ليس فيهن تسليم تفتح لهن ابواب السماء .

(ابوداؤد، ص ۱۸۰، ج ۱، باب الاربع قبل الظہر وبعدھا، حقانیہ پشاور)

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر ظہر سے پہلے چار رکعت ایک ہی سلام سے ادا کئے جائیں تو ان کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

امام برہان الدین ابوالمعالی محمود بن صدر الشریعۃ ابن مازہ البخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

عن سعيدبن جبير رحمه الله انه قال لوتركت ركعتي المغرب لخشيت ان لايغفرلي ولانه واظب عليها رسول الله ﷺ فكان سنة .

(المحیط البرھانی، ص ۲۳۳، ج ۲، الفصل الحادی عشر فی التطوع قبل الفرض، ادارۃ القرآن کراچی)

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر میں مغرب کی دو رکعت چھوڑ دوں تو مجھے خوف ہے کہ میری بخشش نہ ہوگی اور یہ اس لئے کہ آپ ﷺ نے اس پر دوام (ہمیشگی) فرمائی ہے۔ اس لئے یہ سنت ہے۔

عزیز قارئین: درج بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے صرف فجر کی سنتوں پر دوام نہیں فرمایا بلکہ دیگر سنتوں پر بھی دوام فرمایا ہے، اور اس کی اہمیت اور فضیلت بھی بیان فرمائی، اور صرف فجر کی سنتوں کی قضاء نہیں فرمائی بلکہ ظہر کی دو رکعت سنت کی بھی قضا فرمائی

ہے تو جو علماء صرف فجر کی سنتوں کے، اور وہ بھی زوال سے پہلے قضا کے قائل ہیں اور دلیل میں فجر کی سنتوں کی فضیلت اور اس پر دوام کو پیش کرتے ہیں تو ان کو چاہئے کہ وہ دیگر سنن کی قضا کا بھی حکم اور فتویٰ دیا کریں کیوں کہ آپ ﷺ سے دیگر سنت کی فضیلت اور قضاء بھی ثابت ہے۔

[اگر فجر کے فرض پڑھ لئے اور سنتیں رہ گئی تو احناف کے مفتیٰ بہ قول کے مطابق سنت نہ طلوع شمس سے پہلے پڑھ سکتے ہیں اور نہ بعد میں]

اب ہم اس بارے میں کچھ وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے فجر کے فرض پڑھ لئے اور سنتیں رہ گئیں تو آیا وہ اس سنتوں کی قضا کرے گا یا نہیں؟ اگر کرے گا تو طلوع شمس سے پہلے یا بعد میں، زوال تک یا زوال کے بعد بھی؟ اس سلسلے میں شیخین (امام ابوحنیفہ وابو یوسف رحمہم اللہ) کے ہاں صورت مذکورہ میں سنتوں کی قضا نہ طلوع شمس سے پہلے ہے نہ بعد میں۔ (اور یہی احناف کا مفتیٰ بہ قول ہے جیسا کہ قواعد افتاء سے آپ کو معلوم ہوا)۔ شیخ الاسلام امام سرخسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ولو صلى الرجل الفجر ثم ذكر انه لم يصل ركعتي الفجر لم يقضها في قول ابي حنيفة و ابي يوسف رحمهم الله.

(کتاب المبسوط، ص ۳۱۵، جلد اول، باب مواقیت الصلوۃ، غفاریہ کوئٹہ)

اگر کسی نے فجر کے فرض پڑھ لئے، پھر یاد آیا کہ میں نے فجر کی دو رکعت سنتیں نہیں پڑھی، تو شیخین (امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ) کے ہاں اس کی قضاء نہیں کرے گا۔

امام ابن مازہ البخاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اتفق اصحابنا على ان ركعتي الفجر اذا فاتتا وحدهما بان جاء

رجل ووجد الامام فی صلاۃ الفجر ودخل مع الامام فی صلاتہ ،ولم یشتغل برکعتی الفجر انھا لاتقضی قبل طلوع الشمس و اذاارتفعت الشمس لا تقضی قیاساوھوقول ابی حنیفۃ و ابی یوسف..... و لھماان السنۃ احیاء طریقۃ رسول اللہ ﷺ، والنبی ﷺقضاھما مع الفرض ضحی لیلۃ التعریس لا بدون الفرض فلا یکون فی قضاء ھمابدون الفرض احیاء طریقۃ رسول اللہ ﷺ. (المحیط البرھانی،ص۲۳۴،۲۳۵،ج۲،ادارۃ القرآن)

ہمارے آئمہ احناف کا اس پر اتفاق ہے کہ جب کوئی شخص آئے اور امام فجر کی نماز میں ہو اور یہ شخص سنتیں چھوڑ کر فرض میں امام کیساتھ شامل ہو جائے تو طلوع شمس سے پہلے اس سنتوں کی قضا نہیں کرے گا۔اور جب سورج طلوع ہو جائے توشیخین (امام بوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ) کے نزدیک سنت کی قضاء قیاساً نہیں کرے گا۔اور شیخین کی دلیل یہ ہے کہ سنت آپ ﷺ کے طریقے کو زندہ کرنے کا نام ہے،اور آپ ﷺ نے لیلۃ التعریس کو سنتوں کی فرض سمیت قضا فرمائی تھی نہ کہ بغیر فرض کے،اس لئے بغیر فرض کے فجر کی سنتوں کی قضاء میں آپ ﷺ کے طریقے (سنت) کی احیاء (اتباع) نہیں ہے۔

علامہ مرغینانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

و اذافاتتہ رکعتاالفجر لایقضیھاقبل طلوع الشمس لانہ یبقی نفلامطلقاوھومکروہ بعدالصبح ولابعدارتفاعھاعند ابی حنیفۃ وابی یوسف (ہدایہ،ص۱۵۲،ج۱،باب ادراک الفریضۃ،کلام کمپنی کراچی)

اگر کسی سے فجر کی سنتیں رہ جائیں تو طلوع شمس سے پہلے نہ پڑھے کیونکہ اب

یہ مطلقانفل بن گئے ،اور نفل فجر کی نماز کے بعد مکروہ ہے۔اور امام ابو حنیفہ و ابو یوسف (شیخین رحمہم اللہ) کے نزدیک طلوع شمس کے بعد بھی نہ پڑھے۔

امام سرخسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

و ان انفردت بالفوات لم تقض عند ابی حنیفة و ابی یوسف لان موضعها بین الاذان والاقامة و قد فات ذالک بالفراغ من الفرض،

(کتاب المبسوط،ص۳۱۵،۳۱۶،ج۱،باب مواقیت الصلوۃ،غفاریہ کوئٹہ)

اگر کسی سے صرف فجر کی سنتیں رہ جائیں تو شیخین (امام ابوحنیفہ وابو یوسف رحمہم اللہ) کے نزدیک اس کی قضاء نہیں کیونکہ اس کا مقام (جگہ)اذان واقامت کے درمیان میں ہے،اور وہ فرض کی ادائے گی کی وجہ سے فوت ہو چکا ہے۔

علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(قال) ای المصنف(ولا بعدارتفاعها) ولا یقضی ابداً بعد ارتفاع الشمس عند ابی حنیفة و ابی یوسف.

(البنایہ،شرح الہدایہ،ص۱۲۶،ج۳،باب ادراک الفریضۃ،حقانیہ ملتان)

مصنف نے فرمایا:(نہ سورج کے طلوع ہونے کے بعد)یعنی طلوع شمس کے بعد کبھی بھی فجر کی سنتوں کی قضاء نہ کرے گا امام ابوحنیفہ وابو یوسف رحمہم اللہ کے نزدیک۔

علامہ طاہر بن عبدالرشید رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

صلی الفجر وھو ذاکر انه لم یصل رکعتی سنة الفجر لم یقضھما.

(خلاصة الفتاویٰ، ص۶۱، ج۱، جنس اخر فی السنن والنوافل، امجد اکیڈمی لاہور)

کسی نے فجر کی نماز (فرض) پڑھ لئے اور اس کو یاد تھا کہ میں نے فجر کی سنتیں نہیں پڑھی تو اب ان سنتوں کی قضاء نہیں کرے گا۔

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(قوله و لم تقض الاتبعا) فافا د المصنف انھا لا تقضی قبل طلوع الشمس اصلا ولا بعد الطلوع اذا کان قد ادی الفرض.

(البحر الرائق، ص۱۳۱، ج۲، باب ادراک الفریضة، رشیدیہ کوئٹہ)

اگر کسی نے فجر کے فرض پڑھ لئے اور سنتیں نہ پڑھی تو طلوع شمس سے پہلے تو کبھی بھی نہیں پڑھ سکتے، اور طلوع شمس کے بعد بھی اس کی قضاء نہیں کرے گا۔

اسی طرح کا مضمون امام سراج الدین الاوشی رحمہ اللہ نے (فتاویٰ سراجیہ، ص۲۰، باب التطوع والسنن، ایچ ایم سعید کراچی) شیخ ملا نظام رحمہ اللہ نے (فتاویٰ عالمگیری، ص۱۱۲، ج۱، الباب التاسع فی النوافل، رشیدیہ کوئٹہ) ملک العلماء علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے (بدائع الصنائع، ص۲۸۷، ۲۸۸، ج۱، رشیدیہ کوئٹہ) علامہ محقق ملا خسرو حنفی رحمہ اللہ نے (الدرر الحکام، ص۱۲۲، ج۱، باب ادراک لفریضة، میر محمد کراچی) اور علامہ شامی رحمہ اللہ نے فتاویٰ شامی، ص۵۷، ج۲، باب الوتر والنوافل، ایچ ایم سعید کراچی) میں بھی لکھا ہے۔

ان تمام عبارات کا ماحصل یہ ہے کہ اگر سنتِ فجر نہ پڑھی، اور فرض پڑھ لئے تو شیخین کے نزدیک طلوع شمس سے پہلے اور بعد میں اس کی قضاء نہیں اور یہی مفتیٰ بہ ہے۔ اگر چہ امام محمد نے طلوع شمس کے بعد پڑھنے کو اچھا اور مستحسن جانا ہے جو کہ احناف کے ہاں غیر مفتیٰ بہ قول ہے، جیسا کہ آپ کو معلوم ہو چکا ہے۔

[فجر کی نماز کے بعد طلوع شمس سے پہلے سنتیں پڑھ سکتے ہیں]

عزیز قارئین: اگر کوئی حنفی عالمِ دین احناف کے نزدیک غیر مفتیٰ بہ قول (جو امام محمد کا قول ہے) پر فتویٰ دیتے ہوئے یہ فرمائے کہ ہم طلوع شمس کے بعد سنتوں کی قضا کا حکم لیلۃ التعریس والی حدیث کی بناء پر لگاتے ہیں (اگرچہ کہ یہ احناف کے ہاں مفتیٰ بہ نہیں ہے) تو ہم ایسے علماء احناف سے یہ عرض کر دیتے ہیں کہ اگر آپ حضرات بغیر کسی تحقیق کے صرف حدیث (لیلۃ التعریس) کی بناء پر حکم لگاتے ہیں تو پھر مسلک حنفی کے مقلدین کے سامنے اس بات کی بھی وضاحت فرما دیجئے کہ اگر کسی نے فجر کے فرض پڑھ لئے اور سنتیں نہیں پڑھی تو وہ فرض کے فوراً بعد طلوع شمس سے پہلے پہلے سنت ادا کرے، اور طلوع شمس کا انتظار نہ کرے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں:

عن قیس بن عمرو قال رأی رسول اللہ ﷺ رجلا یصلی بعد صلوٰۃ الصبح رکعتین فقال رسول اللہ ﷺ صلوٰۃ الصبح رکعتان فقال الرجل انی لم اکن صلیت الرکعتین اللتین قبلھما فصلیتھما الان فسکت رسول اللہ ﷺ.

(سنن ابی داؤد، ص ۱۸۰، ج ۱، باب من فاتتہ متی یقضیھا، حقانیہ پشاور)

قیس بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ نے ایک شخص کو فجر کی نماز کے بعد دو رکعت پڑھتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: فجر کی نماز دو رکعت ہے (اور آپ دو اور پڑھ رہے ہیں) تو انہوں نے عرض کی، میں نے فرض سے پہلے سنتیں ادا نہیں کئے تھے، اس کو ابھی پڑھ رہا ہوں تو آپ ﷺ نے سکوت فرمایا۔

[فجر کی نماز اگر زوال کے بعد یا کسی اور دن قضا کرنا چاہے تو سنت بھی پڑھ سکتے ہیں]

عزیز دوستو:

دور حاضر کے بعض علماء احناف جو امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر کسی نے فجر کی نماز طلوع شمس تک ادا نہ کی تو اب اس کو صرف اسی دن زوال سے پہلے سنتوں سمیت پڑھ سکتا ہے۔ اور زوال کے بعد صرف فرض پڑھے گا اور سنتیں نہیں پڑھے گا، تو یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کیونکہ قانون یہ ہے کہ جب نماز اپنے وقت میں ادا نہ کی جائے تو وہ قضا ہو جاتی ہے، اب اسی دن پڑھے یا سالہا سال بعد وہ قضا ہی کہلائے گی، تو جب طلوع شمس سے فجر کی نماز قضا ہو گئی تو وہ اس دن بھی قضاء ہے اور کسی اور دن بھی، پھر اس میں کیا تخصیص کہ اسی دن زوال سے پہلے سنت سمیت پڑھے اور زوال کے بعد یا کسی اور دن صرف فرض پڑھے۔ حالانکہ قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ اگر اسی دن زوال سے پہلے سنت سمیت فجر کی نماز ادا کریگا تو زوال کے بعد یا کبھی بھی سنت سمیت فرض کی نماز ادا کر سکتا ہے۔ اور اگر زوال کے بعد یا کسی اور دن صرف فجر کے فرض پڑھے گا اور سنتیں نہیں پڑھے گا تو اسی دن زوال سے پہلے اور طلوع شمس کے بعد بھی سنتیں نہیں پڑھے گا، کیونکہ یہ دونوں قضاء ہونے میں برابر ہیں۔ (اگر چہ احناف کا مفتی بہ قول یہ ہے کہ مطلقا سنت کی قضا نہیں، اور خاص کر فجر کی سنتیں فرض پڑھنے کے بعد نہ طلوع شمس سے پہلے پڑھ سکتے ہیں اور نہ بعد میں)۔

علامہ طاہر بن عبد الرشید حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وقال محمد احب الیّ ان یقضیهما مع الفجر قبل الزوال و بعده فی هذ الیوم و یوم آخر.

(خلاصۃ الفتاوی، ص ۶۱، ج ۱، فی السنن والتطوع، امجد اکیڈمی لاہور)

امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک پسندیدہ (مستحب) ہے کہ فجر کی سنتیں فرض سمیت اسی دن یا کسی اور دن زوال سے پہلے اور بعد میں پڑھ سکتے ہیں۔

علامہ عالم بن العلاء الدہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

رجل ارادان يقضى الفوائت القديمة ينبغى ان يقضى الفجرو ركعتى الفجرقبلهاويقضى الاوتار .الخ

(الفتاوی التاتارخانیہ،ص۵۵۵ج ا،الفصل العشر ون فی قضاء الفائتۃ،قدیمی کراچی)

اگر کوئی شخص اپنی قدیم فوت شدہ (سالوں یا مہینوں پہلی قضاء شدہ) نمازیں قضا کرنے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے مستحب (مناسب) ہے کہ وہ فجر کی نماز سنت سمیت قضاء کرے، اور وتر بھی پڑھے۔

علامہ شرنبلالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(قوله وفيمابعدالزوال اختلا ف المشائخ) كذافى الهدايه و قال فى العناية اى مشائخ ماوراء النهرقال بعضهم يقضيها تبعا ولا يقضيها مقصودة.

(غنیۃ ذوی الاحکام فی بغیۃ دررالحکام،ص۱۲۲،ج ا،باب ادراک الفریضۃ،میر محمد کراچی)

زوال کے بعد فجر کی نماز سنت سمیت قضاء کرنے میں مشائخ (احناف) کا اختلاف ہے۔ مشائخ ماوراء النہر میں بعض فرماتے ہیں کہ زوال کے بعد سنت سمیت فجر کی نماز کی قضاء کرے گا صرف سنتوں کی قضاء نہیں کرے گا۔

امام عمر بن ابراہیم بن نجیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

انه عليه الصلوة والسلام قضاهامع الفرض غداة ليلة التعريس

بعد ارتفاع الشمس و كلامه يعطى انه لا فرق بين ما اذا قضى الفرض قبل الزوال و بعده.

(النہر الفائق،ص۳۱۱ج۱،باب ادراک الفریضۃ،امدایہ ملتان)

آپ ﷺ نے فجر کی سنت فرض سمیت لیلۃ التعریس کوطلوع شمس کے بعد ادا فرمائے،اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کوئی فرق نہیں کہ فرض کی قضاء خواہ زوال سے پہلے ہو یا بعد میں (سنتیں بھی ساتھ پڑھے گا)

علامہ عبیداللہ بن مسعود بن تاج الشریعۃ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

يلزم من قضائهابتبعية الفرض قبل الزوال قضائهابتبعية الفرض بعدالزوال كماهومذهب بعض المشائخ لان اختصاصه بتبعية الفرض بكونه قبل الزوال لا معنىٰ له.

(شرح الوقایہ،ص۲۱۴،ج۱،حکم قضاء سنۃ الفجر مع الفریضۃ،امدادیہ ملتان)

زوال سے پہلے فرض سمیت سنت پڑھنے سے یہ لازم آیا کہ فرض سمیت سنت زوال کے بعد بھی پڑھ سکتے ہیں جیسا بعض مشائخ کا مذہب ہے،کیونکہ فرض سمیت سنت کی قضاء کو زوال تک خاص کرنے کا کوئی (خاص اور معقول)معنیٰ اور وجہ نہیں ہے۔

درج بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ امام محمد رحمہ اللہ کا قول صرف زوال سے پہلے کا نہیں بلکہ زوال کے بعد اسی دن یا کسی اور دن کا بھی ہے کہ فجر کی نماز سنت سمیت طلوع شمس کے بعد کبھی بھی ادا کرنا مستحب ہے۔لیکن دور حاضر کے علماء احناف کو امام محمد رحمہ اللہ کے قول کی تفصیل و وضاحت تک بھی معلوم نہیں،اور حنفی عوام کو اس بارے میں فتویٰ دیتے ہیں کہ زوال سے پہلے ہو،بعد میں نہ ہو،حالانکہ احناف کے ہاں اصولی طور پر فتویٰ شیخین رحمہم اللہ

کے قول پر ہے جیسا کہ معلوم ہو چکا ہے۔

خلاصہ بحث:

تمام عبارات و بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ احناف کے مفتیٰ بہ قول کے مطابق فجر کی سنتیں جب چھوٹ جائے خواہ فرض سمیت ہو یا بلا فرض، اس کی قضاء نہیں، نہ طلوع شمس سے پہلے، نہ طلوع شمس کے بعد، نہ زوال سے پہلے نہ زوال کے بعد، ہاں اگر کوئی طلوع شمس کے بعد نفل پڑھنا چاہتا ہے تو کوئی ممانعت نہیں۔

هذا ما عندی و الله اعلم بالصواب

بندہ ناچیز

سید محمد منور شاہ سواتی شموزوی

حال فرنٹیئر بنارس کراچی

ذی القعدہ ۱۴۲۸ھ۔ نومبر، ۲۰۰۷ء